ہفتۂ بلاگستان

ای بک

ڈفر

۱۵ تا ۳۱ اگست ۲۰۰۹

منظرنامہ
اردو لائبریری

ترتیب وپیش کش : سیدہ شگفتہ
برقی کتاب: نایاب نقوی
سرورق : ریحان علی

Issue 01 / November, 2009
http://www.manzarnamah.com
http://www.urdulibrary.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفتہ بلاگستان

GOSHA-E-BLOGGERS
اردو لائبریری
گوشہ بلاگرز
URDU LIBRARY

جل گیا برنال لگایے

اک دونی دونی

ڈفر اعظم کے بائیس نکات

بتاتے ہوئے شرم آتی ہے

جل گیا برنال لگاءیے از ڈفر

جب سکول میں پڑھا کہ گرم ہونے پر چیزیں پھیلتی ہیں، لوہے کو بھی گرم کرکے جو مرضی شکل دی جا سکتی ہے اور یہ بھی پتا چلا کہ لوہاروں کے پاس ایک بھٹی ہوتی ہے جس میں آگ لگی ہوتی ہے۔ لوہار لوہے کو اس پر اچھی طرح گرم کرکے نرم کرتے ہیں اور مطلوبہ چیز بنا لیتے ہیں۔ گھر پہنچتے ہی میں نے دروازے میں کنڈی کی جگہ لٹکانے والا سریا نکالا کیونکہ اچھی طرح مڑا ہوا نہیں تھا اور اس کو چولہے پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ننگے ہاتھوں سے ہی سریا اٹھا لیا اور جب ہاتھ سے دماغ تک اس کے ضرورت سے زیادہ گرم ہونے کا سگنل پہنچا تو دوسرے ہاتھ میں منتقل کر لیا۔ دوسرے ہاتھ سے چھوٹا تو سیدھا پاؤں پر۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے پوروں پر سریے کی گولائی میں کھڈے پڑ گئے اور پاؤں پر یک رنگی قوس قزح جیسا نشان۔
رونے یا ٹھکائی ہونے کا تو نہیں یاد لیکن اتنا یاد ہے کہ کافی دن سکول سے چھٹی رہی تھی اور فقیروں کی طرح ہاتھ پھیلائے (جن کی انگلیاں بھی پھیلی رہتی تھیں) پھرتا رہتا تھا۔ سکول نہیں جانا پڑتا تھا کیونکہ ہاتھ کسی کام کے تھے نہیں اور سکول کے جوتے بھی نہیں پہن سکتا تھا۔ لیکن گھر میں بہر حال لکھائی کی جگہ بھی یاد کرنے کا کام کرنا پڑتا تھا۔ فائدہ تو اس کمندرے کا صرف سکول نا جانا ہی ہوا تھا لیکن نقصانات اور مسائل اوپر بیان کی گئی بات کے علاوہ بھی کافی سارے تھے 🙁

ایک دونی دونی، ٹوٹو زا فور از ڈفر

اک دونی دونی، ٹوٹو زا فور (ہفتہ بلاگستان – ۲)

یہ زا عشرے تک توزا ہی رہا۔ جیسے کسی نے ہمیں دونی اور تیے کا مطلب بتانا مناسب نہیں سمجھا اسی طرح ہم نے "زا" کا مطلب سمجھنا مناسب نہیں سمجھا۔ چونکہ سکول ہماری تعلیم کی واحد جگہ اور ذریعہ نہیں رہا اس لئے نا اہل استادوں سے ہم بچ گئے اور چونکہ صرف استاد کی تعلیم پر یقین نہیں رکھتے تھے اس لئے تعلیمی نظام کے شکنجے سے بھی بچ گئے۔
اردو میڈیم سکول سے کالج میں پہنچے تو معلوم چلا کہ لائقی کے سارے نٹ ہی ڈھلّے ہو گئے ہیں اور آہستہ آہستہ انکشاف ہوا کہ ایک ایک کرکے گر رہے ہیں۔ ایک مہینہ تو ہمیں مرتکز اور ملکے سے کنسنٹریٹڈ اور ڈائلیوٹ پر ٹرانسفر ہونے میں لگا۔ پوری فزکس میں ویکٹر کے علاوہ کوئی جانا پہچانا لفظ نا تھا۔ حساب کا یہ حال تھا کہ قائمۃالزاویہ، قوسین، عمود اًخط گرانا، خط قطع کرنا میں نک و نک ڈوبے ہوئے تھے جو یہاں الفاظِ غلط ثابت ہوئے۔
رو دھو، سر پیٹ کر کالج پاس کیا تو یونیورسٹی پہنچ گئے جہاں پتا چلا کہ وہ استحصال جو ہمارا انگلش میڈیم والوں نے کالج میں کیا تھا کیمبرج والے یونیورسٹی میں کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ ایک اور سٹرگل شروع ہو گئی اور اس جدوجہد میں ہمیں خوب غور خوض کرنا پڑتا تھا۔ اتنا کہ ہمارے آرگنائزیشنل بی ہیوئیر والے معین صاحب کو ہمیں دیکھ کر (شکر ہے ہمارا نام لئے بغیر) کہنا پڑا جسکا مفہوم ہے کہ "ڈیلے نکال نکال کر اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گھورنے اور کھا جانے والی نظروں سے ٹیچر کو دیکھنے سے کچھ زیادہ سمجھ نہیں آنے والی"۔ اب ان کو یہ بتانے کے لئے کہ "ہمارے علم کا سب سے بڑا ذریعہ ہماری آبزرویشن ہی تو ہے" ہمارے پاس اعتماد نامی کوئی چیز نہیں تھی۔ لگے ہاتھوں آپ کو بتاتے چلیں کہ یونیورسٹی میں ہمیں ایک مسئلہ یہ بھی ہوتا تھا کہ

مدرسوں سے عشرہ پلس تعلیم کی فراغت کے بعد طلباء اسلامیات ٹائپ کسی مضمون میں ایم اے کر رہے تھے۔ وہ ہماری جدید تعلیم کو تعلیم کفر سے تعبیر کرتے تھے اور ہمیں مرتد ہونے سے۔ بس میں جس سیٹ پر ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا کوئی لڑکا بیٹھ جاتا اس کے ساتھ بیٹھنا اپنے ایمان کے لئے نقصان دہ سمجھتے تھے۔ جب حد بڑھ گئی تو ہم نے بھی ایک طریقہ شروع کردیا کہ شروع کے سٹاپ سے ہی چند لڑکے ہر

سیٹ پر الگ الگ بیٹھ جاتے اور یہ لوگ کھڑے رہتے۔ جب کورم پورا ہوتا تو ہم ٹانگیں پھیلا پھیلا کر تاش کھیلتے جس پر ان لوگوں نے کئی بار چھاپہ پڑوانے کی ناکام کوشش کی☺۔

میرے نزدیک ہمارے تعلیمی نظام کا سب سے بڑا مسئلہ اسکا کثیر رُخی ہونا ہے۔ مدرسہ، اردو میڈیم، انگلش میڈیم، آکسفورڈ، کیمبرج۔۔۔ اور نتیجہ احساس محرومی اور قدرتی حسد و دشمنی۔ مدرسے سے نکلنے والا اپنے آپ کو مولوی کم اور سائنسدان زیادہ سمجھتا ہے۔

کیمبرج والا محکمہ موسمیات پر یقین رکھتا ہے اور مدرسے والا نماز استسقاء پر۔ انگلش، اردو میڈیم والوں کا حال بھی کچھ الگ نہیں۔

دوسرا بڑا اور تشویشناک مسئلہ ہے سٹوڈنٹ کونسلنگ یعنی طالبعلموں کے لئے راہنمائی کی کمی بلکہ نا ہونا۔ میرے والدین اور مجھ میں ہمیشہ اس بات پر اتفاق رہا کہ پڑھنا ہے۔

اس سارے پڑھنے کے دوران کوئی بھی مجھے یہ بتانے والا نہیں تھا کہ میں نے جو پڑھنا ہے اس کا فیصلہ کیسے کرنا ہے؟ نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے اپٹیٹیوڈ (Aptitude) کی بجائے ٹرینڈ (Trend) دیکھ کر پڑھتا رہا اور آج کامیاب پروفیشنل ہونے کے باوجود سوچتا ہوں کہ میں تو آرٹس کا بندہ ہوں۔ اگر مجھے صحیح وقت پر راہنمائی کرنے والا کوئی ہوتا تو یہ "آرٹس والا کیڑا" مجھے تنگ نا کر رہا ہوتا۔

ہماری تیسری پرابلم یہ ہے کہ ہم نے اجتماعی طور پر یہ سوچ اپنائی ہوئی ہے کہ "آرٹس پڑھنے والا نالائق ہوتا ہے"۔ ہمارے ہاں تو گارڈ اور جمعدار کا بھی اشتہار آتا ہے تو لکھا ہوتا ہے" تعلیمی قابلیت: میٹرک سائنس کے ساتھ"۔

اوئے سالو تم نے ان سے بچے کلون کروانے ہیں یا ڈیکسٹر لیبارٹری چلوانی ہے؟ چوتھا مسئلہ میرے نزدیک ہے نااہل اور ڈگری یافتہ ان پڑھ و جاہل اساتذہ۔ جن کے بارے میں میری بیان کی گئی کوئی بھی تفصیل درج ذیل تصویر کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ یہ تصویر دراصل ان اساتذہ کے تیار کردہ طلباء وطالبات کے حال کی ترجمانی کرتی ہے۔

http://public.blu.livefilestore.com/y1pqItriigOyFnSctdOetS7H06UOpkXMdIe4hUUl082FJkEL2ItljZ1zZ25s76egXHt4Dr4blU_NIsqC98SXPIIrA/1.jpg

(مجھ سے اس تصویر کا ماخذ دریافت کرنے کی کوشش نا کی جائے، ایک اور تصویر اس سے زیادہ بچی کچی ہے اگر کہیں گے تو لگا دوں گا)۔

ڈفرِ اعظم کے بائیس نکات از ڈفر

ڈفرِ اعظم کے بائیس نکات (ہفتہ بلاگستان – ۳)

لو جی اب ڈفر بھی مشورے دیں گے

ہاں تو اور، جب بڑی بہو دال میں نمک دیکھ سکتی ہے تو ڈفر مشورے کیوں نہیں دے سکتا؟ اور مشورے دینے کے لئے کونسا نیوٹن یا آئن سٹائن ہونا ضروری ہے؟ نہیں نا! اسی لئے ہم حاضر ہیں مشوروں کے ساتھ، مَنّو بھاویں نا مَنّو۔

نئے بلاگران

اچھی تحاریر لکھنے کی کوشش کریں (ہمیشہ ڈفر مت رہیں)۔

اپنی تحریر پسند نا آنا اس کے برا ہونے کی نشانی نہیں، اپنی تحریر اکثر اچھی نہیں لگتی۔

اپنے جاننے والوں میں اپنے بلاگ کی تشہیر کریں اور اہل لوگوں کو اردو بلاگ شروع کرنے کا مشورہ دیں بلکہ ان کو بلاگی دنیا میں زبردستی ٹھونسیں۔

اگر ہو سکے تو اپنے ای میل میسجز میں دستخطوں کے ساتھ اپنے بلاگ کا لنک شامل کریں۔

دوسرے بلاگز کو وزٹ کریں، وہاں تبصرے کریں اور اپنے بلاگ کا لنک چھوڑیں۔

زیادہ وزٹ ہونے والے بلاگز، فورمز اور سائیٹس کو ضرور وزٹ کریں اور وہں اپنے تبصرے کے ساتھ اپنے بلاگ کا ربط دیں (مثال کے طور پر پی کے پالیٹکس، بی بی سی، پاکستانیت، پرو پاکستانی، میٹرو بلاگز،۔۔۔ اور بھی کوئی ہوں تو مجھے بھی بتائیں)۔

فیڈ ایگریگیٹرز میں اپنے بلاگ کی فیڈ کو رجسٹر کروائیں مثلاً اردو سیارہ، اردو سب رنگ، بلاگز پی کے،۔۔۔

اگر انگریزی سمجھ سکتے ہوں تو انگریزی بلاگز کو ضرور ضرور وزٹ کریں اور وہاں پر تبصروں کے ساتھ اپنے بلاگ کا لنک چھوڑیں کیونکہ یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ اردو بلاگز پاکستان کی بلاگی دنیا میں آٹے میں نمک کے برابر ہیں اور اکثریت کو معلوم ہی نہیں کہ اردو بھی انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

بلاگ شروع کر لیں تو اس کو مطلوبہ اور مناسب وقت ضرور دیں۔

ہفتے میں سات نہیں تو دو تین پوسٹیں لازمی لکھیں۔

ہر پوسٹ کو پڑھے جانے اور تبصرے حاصل کرنے کے لئے مناسب وقت دیں (شروع میں ہر دوسرے دن ایک پوسٹ بالکل ٹھیک ہے)۔

تبصروں کا جواب ضرور دیں، بانو کی طرح پوسٹ کر کے بھول مت جائیں یا دارا کی طرح ٹوکا پکڑ کر جواب مت دیں۔

اگر جلدی جلدی پوسٹیں ذہن میں آ رہی ہیں تو ایک دفعہ لکھ کر آنے والے دنوں میں شیڈول کر لیں۔

مستقل لکھیں چاہے جیسا بھی لکھیں، وقت کے ساتھ ساتھ تحریر میں پختگی خود بخود آ جائے گی۔

تبصرہ نگار کا کی بورڈ اور ذہن آپ کے بس میں نہیں لیکن اپنی پوسٹ کو فرقہ واریت، لسانی و صوبائی تعصب اور کسی بھی قسم کی نفرت سے پاک رکھیں۔

تبصرہ نگار آپ سے مختلف رائے رکھ سکتا ہے، دل بڑا رکھیں اور کسی کو تضحیک کا نشانہ مت بنائیں۔

GOSHA-E-BLOGGERS URDU LIBRARY

نئے آنے والے بلاگروں کی حوصلہ افزائی و رہنمائی کریں۔

ایسی ڈومین پر بلاگ بنانے سے پرہیز کریں جہاں قارئین کے لئے پڑھنا اور لکھنا مشکل ہو اور جو اکثر ڈاؤن رہتی ہوں۔

سینئر اردو بلاگران کے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ اکثریت کے پاس اپنے بلاگ کے لئے ہی وقت نہیں نئے آنے والوں کی کیا خبر ہو گی اس لئے سینئر بلاگران سے گزارش ہے کہ نئے آنے والے بلاگرز کو بھی وزٹ کریں اور اچھا نا لگنے کے باوجود ان کو با اعتماد ہونے میں مدد دیں۔کامی صاحب نے بڑی اچھی رائے دی ہے کہ مستقل تبصرہ نگار اپنے گریویٹار ضرور بنائیں تاکہ تبصروں کی فوری پہچان اور تلاش میں آسانی ہو۔

اگر منظر نامہ کو اردو بلاگنگ کا فوکل پوائینٹ بنا کر صحیح معنوں میں فعال بنا دیا جائے تو اردو بلاگنگ کی ترویج میں کافی مدد مل سکتی ہے۔

اردو ماسٹر بھی ایک بڑی اچھی کاوش تھی لیکن افرادی قوت کی کمی کی وجہ سے یہ مطلوبہ کامیابی حاصل نہیں کر سکا۔

میری تجویز ہے کہ اردو ماسٹر کو منظر نامہ میں ہی ضم کر دیا جائے تو منظر نامہ اردو کے موجودہ اور نئے آنے والوں کے لئے ایک ہی پلیٹ فارم بن جائے اور منظر نامہ اور اردو ماسٹر کے منتظمین کو بھی دونوں کو الگ الگ دیکھنے کی بجائے ایک جگہ توجہ رکھنے سے سہولت ہو گی۔

بعد میں شامل کئے گئے کچھ نکات

پہلی ترمیم : بلاگرز دوسرے بلاگرز کے لنکس بھی اپنے بلاگ رول میں شامل کیا کریں

جسکے معاملے میں اردو بلاگرز کافی بخیل ہیں

بتاتے ہوۓ شرم آتی ہے از ڈفر

بتاتے ہوئے شرم آتی ہے (ہفتہ بلاگستان 5)

شیخ صاحب کے گھر کی گھنٹی بجائی تو حسب توقع شیخ صاحب نے ہی دروازہ کھولا اور دروازے سے ہی با آواز بلند گرم جوش گلے کے اظہار کے ساتھ بے کواڑ لان عبور کر آئے۔ ابو نے آتے وقت خاص تاکید کی تھی کہ شیخ صاحب کی ضرور عیادت کرتا اور خیر خبر لاؤں۔ شیخ صاحب تھے تو کافی بزرگ اور بزرگی کے علاوہ دکھنے میں طبیعت بالکل ایسی نہیں لگ رہی تھی کہ ابو کی کی گئی تاکید اتنی سخت ہوتی، لیکن "ہونوز"؟ اندر جا کر بیٹھا، سلام دعا کرنے اور دوسروں کی سلام دعا ٹرانسفر کرنے کے بعد دریافت کیا، طبیعت سنائیں اب کیسی ہے آپ کی؟

شیخ صاحب : بس بیٹا کیا بتاؤں؟ کچھ خاص اچھی نہیں۔

ڈفر : کیوں کیا ہو گیا؟

شیخ صاحب (پریشانی سے) : بس کیا بتاؤں؟ ڈفر) : تشویش سے) ایسا کیا ہو گیا؟

شیخ صاحب : کسی کو بتاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

GOSHA-E-BLOGGERS
گوشہ بلاگرز
اردو لائبریری
URDU LIBRARY

یہ سننا تھا کہ ساری من جملہ معترضہ اور باشرم بیماریاں میرے دماغ میں گھوم گئیں اور میں نے پوچھنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے کہا "فکر مت کریں شیخ صاحب اللہ رحم کرے گا" میرے اس فل سٹاپ کے باوجود شیخ صاحب نے اگلا پیرا گراف شروع کر دیا اور مجھے "صد اصرار" کا مجرم بنا کر تفصیلاً اپنی بیماری کا بتانے لگے۔ بات ان کی جینوئن تھی کہ بتاتے ہوئے واقعی شرم آتی ہے کہ مجھے ہنستے ہوئے بھی شرم آ رہی تھی۔ خیر عیادت کے مضمون کے خاتمے کے بعد خدا حافظ کر کے گھر سے باہر نکل آیا۔ باہر جو نکلا تو فیاض (محلّے کا 13-14 سال کا لڑکا) اپنے ایک ہم عمر کے ساتھ جا رہا تھا، چھوٹتے ہی بولا "کیا ڈفر بھائی بڑے دنوں بعد چکر لگایا۔ بڑے بندے ہو گئے ہو ہم سے تو ملتے ہی نہیں"

ڈفر : کہاں بڑا یار، تم سے دو تین انچ چھوٹا ہی ہوں، اب تو تم بڑے ہو گئے ہو

فیاض) : کھسیانی ہنسی کے ساتھ) آپ تو شیخ صاحب کے سے ہی ہو کر جا رہے ہو

ڈفر : ہاں ابو نے کہا تھا کہ ان سے بھی سلام دعا کر آؤں

فیاض : ہاں آج کل مسئلہ بھی تو ہے نا ان کے ساتھ۔

ڈفر) : چونکتے ہوئے) کیسا مسئلہ ؟ ابھی تو مجھے چھوڑ کر گئے ہیں دروازے پر۔

فیاض) : ساتھ والے لڑکے کی طرف دیکھتا ہے اور دونوں ہنستے ہوئے (بس بتاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

ڈفر) : ہنسی کو روکتے ہوئے) ایسی کیا بات ہے جو بتائی نا جا سکے؟

فیاض) : شینا بھائی سے پان کا ٹکڑا لے کر منہ میں ڈالتے ہوئے) ۔۔۔۔۔ ہے شیخ صاحب کو۔ حیرت ہے آپ کو نہیں پتا۔ اس طرح تو کل ملا کر دو لوگ ہو گئے جن کو شیخ صاحب کی بیماری کا نہیں پتا۔ ایک آپ اور ایک بوا غفوراً۔ وہ تو لکھنؤ گئی ہوئی ہیں اس لئے بے خبر ہیں اور آپ سے لمبے عرصے بعد ملنے پر واقعی شرم آ رہی ہو گی۔

ڈفر : تمہیں کس نے بتایا؟

فیاض) : جو اسے بڑا کہے جانے پر واقعی بڑا بن رہا تھا (اس محلّے میں کسی ۔۔۔ کو ۔۔۔ بھی ہو جائے تو سب کو خبر ہو جاتی ہے یہ تو پھر نام لیوا بیماری ہے۔

ڈفر) : حیرانی کے ساتھ) یعنی سب کو پتا ہے؟

فیاض : مجھے پتا ہے اس سجاد کو پتا ہے تو خود سوچ لیں کس کو پتا ہے اور کس کو نہیں پتا؟

صبح کبھی سبزی والے کی ریڑھی کے پاس کھڑے ہو کر سنئے گا شیخ صاحب کو ٹوٹکے بتاتی آنٹیاں یا پھر فاروقی کی دکان پر مشورے دیتے انکل۔ پھر خود پتا چل جائے گا کہ یہ بیماری صرف شیخ صاحب کو ہی نہیں بلکہ بواسیر تو پورے محلے کی موروثی بیماری ہے اور سب کو بتاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

GOSHA-E-BLOGGERS
گوشۂ بلاگرز
اردو لائبریری
URDU LIBRARY